بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

جماعت کے دو دیرینہ خادم مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ گائنا کالوجسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21/ اکتوبر 2016 بمقام کینیڈا

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں جماعت کے دو خادموں کا ذکر کروں گا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے جن میں سے ایک مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب ہیں اور دوسری فضل عمر ہسپتال کی شعبہ گائنی کی ڈاکٹر نصرت جہاں ہیں۔ جو انسان بھی دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے اور انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ بشیر رفیق خان صاحب پرانے دیرینہ خادم سلسلہ مبلغ سلسلہ تھے پھر مختلف انتظامی کاموں میں بھی ان کو مقرر کیا گیا۔ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے ان کا 11/ اکتوبر 2016ء کو تقریباً 85 سال کی عمر میں لندن میں انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا پھر شاہد کی ڈگری جامعۃ المبشرین سے 1958ء میں حاصل کی۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بی بی تھا جو حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بیٹی تھیں۔ ان کے والد کا نام دانشمند خان تھا وہ 1890ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور صاحب رؤیا و کشوف آدمی تھے۔ بشیر رفیق خان صاحب پیدائشی احمدی تھے آپ کے والد نے 1921ء میں احمدیت قبول کی تھی جس پر گاؤں والوں نے ان کا بائیکاٹ بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کی ساری اولاد کو ان کا حقیقی وارث بنائے۔ ان کی شادی 1956ء میں ہوئی۔ ان کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ 1945ء میں خان صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوئے اور اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی انہی دنوں ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوجوانان احمدیت کو زندگی وقف کرنے کی تحریک کی چنانچہ نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی کئی نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اور ان خوش نصیب نوجوانوں میں یہ بھی شامل تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے حکم سے بی اے کیا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ جامعہ میں داخل ہو جاؤ اور شاہد کی ڈگری حاصل کرو میری خواہش ہے کہ تمہیں میدان تبلیغ میں بھجوایا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ ہر طالبعلم کو اپنی لائبریری بنانی چاہئے اور کتابیں خریدنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور یہ بات ایسی ہے جو ہر جامعہ کے طالبعلم کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ اب دنیا میں بے شمار جامعات ہیں واقفین زندگی ہیں ان کو اپنی لائبریریاں بنانی چاہئیں گذشتہ دنوں مربیان کی میٹنگ تھی لندن میں وہاں بھی میں نے ان کو کہا تھا کہ مربیان کی اپنی لائبریریاں بھی ہونی چاہئیں صرف جماعتی لائبریری پہ انحصار نہ کریں۔ کہتے ہیں جامعۃ المبشرین کی درسگاہ سے شاہد کی ڈگری لے کر میں وکالت تبشیر میں حاضر ہو گیا۔ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تھے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پاس لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو انگلستان بھجوا دیا جائے۔ پھر کہتے ہیں انگلستان جانے کے لئے بھی وکیل التبشیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات ہوئی اور تفصیلی ہدایات لکھوائیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے، دعائیں دیں رخصت کیا معانقہ کیا اور انگلستان 1959ء میں آپ کی تقرری ہوئی وہاں پہنچ گئے اور مسجد فضل میں لندن میں نائب امام کے طور پر خدمات کا سلسلہ شروع ہوا۔

1964ء میں مکرم چوہدری رحمت خان صاحب جو وہاں کے لندن مسجد کے امام تھے ان کی بیماری کی وجہ سے واپس گئے تو ان کو مسجد فضل کا امام مقرر کر دیا گیا۔ 1960ء میں بشیر رفیق صاحب نے انگریزی رسالہ مسلم ہیرلڈ بھی جاری کیا اور شروع میں دس صفحات پر مشتمل تھا ایڈیٹر بھی خود تھے اور باقی کام بھی خود کرتے تھے۔ 1962ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک پر اخبار احمدیہ کے نام سے پندرہ روزہ اخبار شائع کرنا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کا بھی شرف انہیں حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1967ء سے لے کر اپنے دور خلافت میں یورپ کے آٹھ دورے کئے ان میں سے سات دوروں میں مولانا بشیر رفیق صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے قافلہ میں شامل رہے۔ دو دفعہ دوروں میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی شامل ہونے کی توفیق ملی۔ 1970ء میں واپس پاکستان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر تقرر ہوا۔ 1971ء میں پھر لندن واپس آئے اور امام کے طور پر اپنی سابقہ ذمہ داریاں دوبارہ سنبھالیں۔ 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ بطور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کے امریکہ اور کینیڈا کے دورے پر جانے کی بھی ان کو سعادت ملی۔ 1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مئی 1978ء میں جو بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس لندن میں ہوئی تھی اس میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تشریف لائے تھے اور اس کے انتظامات کو پایہ تکمیل کو پہنچانے کے لئے احباب جماعت برطانیہ مجلس عاملہ انگلستان اور کانفرنس کمیٹی نے دن رات ایک کر کے کام کیا اور ٹیم ورک کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ 1964ء تا 70ء اور پھر 71ء تا 79ء امام مسجد لندن رہے۔ مسلم ہیرلڈ میگزین کے بانی ایڈیٹر 61ء تا 79ء پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 70 تا 71ء پھر نومبر 85ء میں آپ وکیل الدیوان تحریک جدید مقرر ہوئے 87ء تک رہے وکیل التصنیف ربوہ 82ء تا 85ء ایڈیشنل وکیل التبشیر ربوہ 83ء تا 84ء ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن 1987ء تا 1997ء ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز 1983ء تا 1985ء چیئرمین بورڈ آف ایڈیٹرز ریویو آف ریلیجنز 1988ء تا 95ء ممبر صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1971ء تا 1985ء ممبر افتاء کمیٹی 1971ء تا 1973ء ممبر بورڈ قضاء 1984ء تا 1987ء اور اسی طرح بعض دنیاوی پوسٹیں بھی تھیں جن پر کام کی بھی ان کو توفیق ملی۔ ممبر تھے اور وائس پریذیڈنٹ تھے روٹری کلب...... کے پھر پریذیڈنٹ روٹری کلب بھی مقرر ہوئے۔ 1968ء میں لائبیریا کے صدر مملکت جناب ٹب مین کی دعوت پر بطور مہمان خصوصی انہیں بلایا گیا اور لائبیریا کا اعزازی چیف مقرر کیا گیا۔

ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ بڑی باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے اور بڑے التزام سے دعا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نام لکھ کر دعا کرتے تا کہ کسی کا نام بھول نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی اخلاص و وفا سے جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا ذکر محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مالک صاحبہ کا ہے جو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ 11/ اکتوبر 2016ء کو لندن میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی پیدائش 15/ اکتوبر 1951ء کی ہے کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے والد محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب بھی پرانے خادم سلسلہ تھے۔ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب کے بیٹے تھے ان کا آبائی وطن نجیب آباد ضلع بجنور تھا جو یو۔ پی میں واقعہ ہے ڈاکٹر نصرت جہاں کے دادا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 1900ء میں بذریعہ خط بیعت کی اور پھر 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضرت مولانا حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق کہ اپنے بیٹے کو دین کے لئے وقف کرنا مولانا عبدالمالک خان صاحب کو بچپن سے ہی وقف کر دیا تھا گو ان کی پیدائش بعد کی ہے 1911ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ نے پہلے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پاکستان سے کیا پھر سپیشلائز کیا یو۔ کے سے اور کہیں بھی وہ جاتیں تو لاکھوں روپیہ روزانہ کما سکتی تھیں لیکن دین کی خدمت کے لئے انسانیت کی خدمت کے لئے چھوٹے سے شہر میں ربوہ میں آ کر آباد ہو

گئیں اور ہسپتال کی اس وقت ضرورت بھی تھی اس ضرورت کو پورا کیا اور پھر تمام عمر بے نفس ہو کر ایسی خدمت کی جو انتہائی معیار پر پہنچی ہوئی تھی۔ 1985ء میں فضل عمر ہسپتال میں اپنی خدمات کا آغاز کیا اور 20/اپریل 1985ء سے اب تک یہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ اپنے علاج کے سلسلہ میں رخصت لے کر 5/اپریل کو آئی تھیں لندن علاج ہو رہا تھا اور علاج اللہ کے فضل سے کامیاب ہو گیا تھا پھر ان کو چیسٹ انفیکشن ہوا جلسہ کے بعد اس سے بھی کچھ حد تک لگ رہا تھا کہ واپسی ہے لیکن پھر اچانک حملہ ہوا اور وفات ہوئی۔

ان کے داماد مقبول مبشر صاحب کہتے ہیں۔ خدا پر نہایت درجہ توکل تھا عبادت کا ذوق تھا قرآن سے محبت تھی خلافت سے گہری وابستگی تھی پوری طرح شرح صدر سے خلافت کی اطاعت خدمت خلق مریض کی شفاء اور آرام ان کی پہلی ترجیح تھی اور یہ جو باتیں جو یہ بیان کر رہے ہیں میں ذاتی طور پر بھی گواہ ہوں یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہ باتیں ہیں جو ان میں تھیں۔ ہر سرجری سے پہلے اور علاج سے پہلے دعا کرتیں روزانہ صدقہ دیتیں۔ ربوہ میں موجود بزرگوں کو اپنے مریضوں کی شفاء یابی کے لئے کہتیں بہت سے نادار مریضان کا اپنی جیب سے یا قریبی دوستوں کے خرچ سے علاج کرواتیں۔ جماعت کے پیسے کا بھی بہت درد رکھتی تھیں ہر وقت کوشش کرتیں کہ کم سے کم خرچ ہو۔ جماعت کا ایک روپیہ بھی ضائع نہ ہو۔

ڈاکٹر نصرت مجوکہ صاحبہ ہیں فضل عمر ہسپتال میں۔ کہتی ہیں ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ میرا اٹھارہ سال سے تعلق تھا اور میں ہاؤس جاب کرتے ہی شعبہ گائنی فضل عمر ہسپتال کا حصہ شعبہ گائنی فضل عمر کا حصہ بن گئی۔ میری ساری پروفیشنل ٹریننگ ڈاکٹر صاحبہ نے کی۔ وہ ایک قابل استاد تھیں ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں ان سے رہنمائی ملتی تھی۔ مضبوط اور مکمل تھیں خدا تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا وہ ایک اطاعت گزار اور ایک ہمدرد بیٹی بھی تھیں اور ایک شفیق ماں بھی۔ ایک disciplined استاد بھی تھیں اور غمگسار بہن بھی اور دوست بھی۔ کہتی ہیں کہ ان کی ساری زندگی قربانی سے عبارت ہے انہوں نے جماعت کی خدمت کے لئے اپنی ذاتی زندگی کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

ڈاکٹر نوری صاحب کہتے ہیں کہ گذشتہ نو سال سے زائد عرصہ سے محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ فضل عمر ہسپتال کے زبیدہ بانی ونگ اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ بعض ایسی صفات تھیں ان میں جو آجکل بہت کم ڈاکٹروں میں پائی جاتی ہیں۔ بہت ہی نیک دعا گو اعلیٰ اخلاق کی حامل خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والی اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والی پردہ کی باریکی سے پابندی کرنے والی قرآن کریم کا وسیع علم رکھنے والی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسوہ پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔ اپنے فن میں بہت ماہر تھیں جدید تکنیکی علم سے واقف تھیں اور اپنے علم کو نئے تقاضوں کے مطابق بڑھا کر کام کرتی تھیں۔ کبھی اپنے کام کے دوران وقت کی پرواہ نہیں کی اور حاصل سہولیات سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ تشویشناک حالات کے مریضوں کی خاطر اپنی چھٹیوں کو قربان کر کے بارہ بارہ گھنٹے کام کرتی رہتیں۔ غیر احمدی مریض بھی ان کے پاس بہت آتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے خود سنایا کہ چنیوٹ کے غیر احمدی مولوی صاحب آ گئے ان کی بیوی کی اولاد نہیں ہوتی تھی تو ان کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور امید بندھی تو کہتی ہیں اب یہ مولوی صاحب نو مہینہ تو میرے قابو میں ہیں اور خوب ان کو تبلیغ کی۔

مبشر ایاز صاحب ہیں ہمارے جامعہ ربوہ کے پرنسپل، ان کے چاق و چوبند ہونے اور پردے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہماری یہ ڈاکٹر صاحبہ بھی برقع میں ملبوس عین پردے کی بہترین شکل کو اختیار کئے ہوئے وہ فوجی جوانوں کی طرح بھاگ دوڑ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ جو خواتین پردے کو روک سمجھتی ہیں ان کے لئے یہ بہترین رول ماڈل تھیں۔ ایک ان کی سٹاف نرس جمیلہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ بڑا افسوس ہے ڈاکٹر صاحبہ کی وفات کا۔ ڈاکٹر صاحبہ ایک بہت ہی اچھی اور خوش اخلاق ڈاکٹر تھیں۔ ہم سب کا بہت خیال رکھنے والی ڈاکٹر تھیں بچوں کی طرح ہمیں پیار کرتی تھیں اور بہت خیال رکھتی تھیں۔ جو بھی غریب مریض آتا اس کو پرچی کے پیسے بھی واپس کر دیتیں اور دوائی بھی اپنے پاس سے دیتیں۔

پھر ان کی ایک مریضہ لکھتی ہیں کہ ایک دفعہ میرا علاج کر رہی تھیں اور واقف زندگی کی بیوی ہونے کی حیثیت سے کافی توجہ دیتی تھیں۔ الٹرا ساؤنڈ کروانا تھا تو اپنی مددگار کو کہا کہ ان کا الٹرا ساؤنڈ کروالاؤ۔ اس وقت کافی رَش تھا ایک کرسی تھی وہاں جس پر ایک غریب سی عورت بیٹھی ہوئی تھی تو اس

عورت نے جو اسسٹنٹ مددگار تھی اس نے اس عورت کو اٹھا کے کیونکہ ڈاکٹر صاحبہ نے بھیجا تھا اس مریضہ کو اس پہ بٹھانا چاہا تو دیکھا کہ اچانک پیچھے سے آواز آئی کہ نہیں تم اس کرسی پہ نہیں اس پہ بیٹھو۔ دیکھا تو ڈاکٹر صاحبہ خود ایک کرسی اٹھا کے لا رہی تھیں تا کہ جو دوسری غریب مریضہ ہے اس کو یہ احساس نہ ہو کہ مجھے اٹھایا گیا ہے کیونکہ مریض سارے ایک ہی طرح ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف اس کی حالت دیکھ کے یہ بھی تھا کہ بیٹھنے کی جگہ مل جائے اس لئے خود ہی کرسی اٹھا کے لے آئیں اور اپنی مریضہ کو اس پہ بٹھا دیا۔

آپ کی بیٹی ندرت عائشہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میری امی ایک مثالی ماں اور نہایت محبت کرنے والا وجود تھیں میرے اور میرے بچوں کے لئے بیحد دعائیں کیا کرتی تھیں جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو فوراً امی کو فون کر دیتی اور بے فکر ہو جاتی اور اللہ کے فضل سے بعد میں وہ کام آسان بھی ہو جاتا۔ پھر مجھے کہتیں کہ تم سجدہ شکر کرو۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود میری پرورش اور تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ اتنی بلند حوصلہ اور باہمت تھیں کہ مجھے ماں اور باپ دونوں بن کر پالا کبھی احساس ہوتا اور کہتیں اگر ان کو احساس ہوتا کہ صحیح طرح خدمت نہیں کر سکی بیٹی کی تو کہتیں کہ میں اپنی بیٹی کو مصروفیات کی وجہ سے اتنا وقت نہیں دے سکتی لیکن پھر فوراً کہتیں کہ جو وقت انسانیت کی خدمت میں صرف ہوا اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ میری اولاد کے کام خود بنا دے گا۔ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے نانا جان نے دو چیزیں اپنی اولاد کو نصیحت فرمائی تھیں ایک توکل علی اللہ اور دوسرا خلافت سے وابستگی اور وہی نصیحت میں تمہیں کرتی ہوں کہ ہمیشہ اللہ پر توکل کرنا اور خلافت سے خود کو اور اپنی اولاد کو جوڑے رکھنا۔ ایک دفعہ کہتی ہیں میری بیٹی عالیہ پندرہ دن کے لئے ربوہ آئی ہوئی تھی اسے بھی اپنے شعبہ کے کام میں شامل کیا کہ ٹائپنگ میں مدد کرو کیونکہ تمہاری ٹائپنگ سپیڈ اچھی ہے اور جماعت کی خدمت کرنا ایک سعادت ہے اور تم اس سعادت سے حصہ پاؤ۔ اپنے کام کی ایسی دھن تھی کہ بیماری کے آخری ایام میں بھی ہسپتال کا نام سن کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آتی اور غنودگی کی حالت میں بھی ہسپتال کے آپریشن تھیٹر اور مشین بنانے والی کمپنیوں کے نام لیتیں جسے سن کر انگریز نرسز بھی حیران ہوتیں اور مجھ سے پوچھنے لگتیں کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اللہ کی ذات پر بے حد توکل تھا شدید بیماری کے عالم میں چند دن تک بات نہیں کر سکتیں تھیں جب سپیکنگ والو لگایا گیا جو پہلا فقرہ امی نے ادا کیا وہ یہ تھا کہ میری بیٹی اللہ پر چھوڑ دو اور اگر میں رونے لگتی تو آنکھ کے اشارے سے اللہ کی طرف اشارہ کرتیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس اکلوتی بیٹی کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور جو اس کی ماں نے اس کو نصیحتیں کی ہیں اور اس سے توقعات رکھی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اسے پورا اترنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں بھی رکھے اور اس کی اولاد کو بھی۔ مرحومہ کے بھی درجات بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ فضل عمر ہسپتال کو خدمت کرنے والی اور وفا کے ساتھ اپنے کام کو پورا کرنے والی وفا کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہنے والی اور خلافت کی اطاعت گزار مزید ڈاکٹر بھی عطا فرماتا رہے اور جو موجود ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اس کام میں بڑھاتا چلا جائے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 21 October 2016

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB